دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

5

الایمان

محرم الحرام1435ھ مطابق نومبر 2013ء

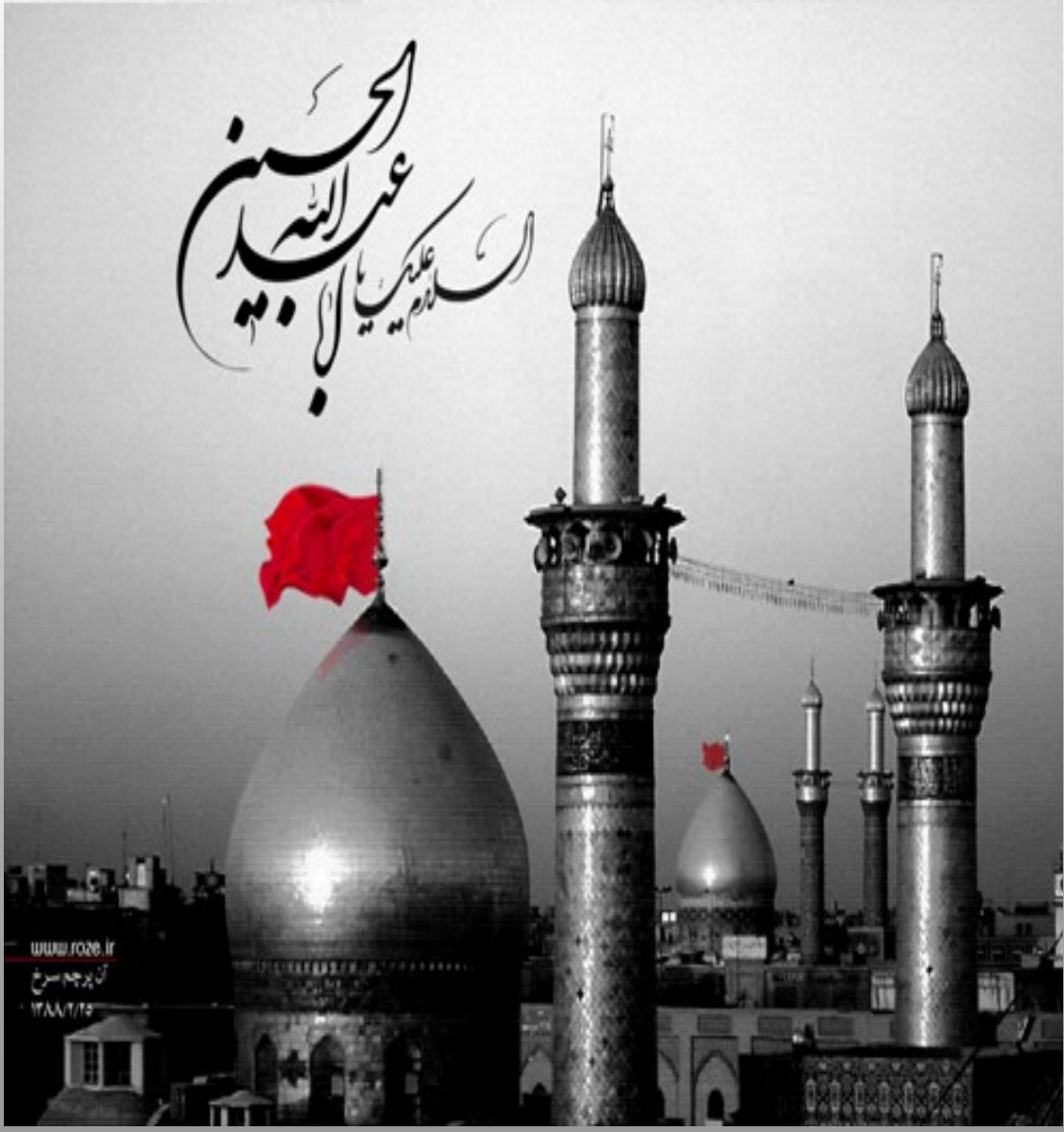

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

* آؤقرآن سیکھیں (کیفیت حرکات)

* حضرت حُرّ نینوا کے آزاد مرد

* قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

* واجبات نماز

* عزاداری کے آداب

* سیدالشہداء کے لئے گریہ وبکاء کے آثار وبرکات

وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ الایمان

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان

رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

آؤقرآن سیکھیں (کیفیت حرکات)

تلاوت قرآن مجید کے دوران وقف کرتے وقت ساکن کی طرح حرکات کو بھی ادا کرنے کے مختلف طریقے ہیں جن میں مشہور اشباع اور امالہ ہے۔

اشباع

حرف کے زیر یا پیش کو اتنا زور دے کر ادا کیا جائے کہ " ی" اور " واؤ" کی آواز پیدا ہو جائے اور یہ اس وقت ہو گا جب پیش سے پہلے زیر یا پیش ہو اور اس کے بعد والے حرف پر بھی کوئی حرکت ہو جیسے " **ایاک نعبد و ایاک نستعین** " کے" **نعبد**"کے دال کے پیش کو اشباع کے ساتھ ادا کیا جائے گا یعنی دال میں واؤ کی آواز پیدا کی جائے گی اور " **انا انزلناہ** "کی" ھ" میں ایسا نہیں ہے کیوں کہ اس سے پہلے " الف" ساکن ہے۔ اسی طرح جب زیر سے پہلے زیر ہو گی اور بعد میں بھی کوئی حرکت ہو گی تو اشباع کیا جائے گا جیسے " **مالک یوم الدین** "میں " **مالک** " کے کاف اور " **فصل لربک** " میں "**لربک** "کے لام میں اشباع کیا جائے گا۔

امالہ

جہاں اشباع نہیں ہوتا وہاں پر "امالہ" ہوتا ہے یعنی جب واؤ یا یائے ساکن سے پہلے زبر آئے تو زیر کو اس " واؤ" یا" ی" کی طرف جھکا کر اس طرح ادا کریں کہ " واؤ" یا" ی" کی کچھ آواز نکلے جیسے " یوم۔ غیر "

ضمیر

ضمیر سے مراد وہ کلمات ہیں جو نام کے بدلے اختصار کے طور پر استعمال ہوتے ہیں جیسے "ہ" وغیرہ۔

ضمیر " ہ" کا قانون یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے زیر، زبر یا پیش ہو تو اسے با قاعدہ ادا کیا جائے گا جیسے " **لہ** ، **بہ**" وغیرہ کیوں کہ یہاں" ہ" کو اشباع کے ساتھ با قاعدہ ادا کیا جائے گا اور اگر" ہ" سے پہلے حرف ساکن ہے تو اسے مختصر کر دیا جائے گا جیسے" **منہ** ، **فِیْہ** ، **اِلَیْہ**"کیونکہ یہاں" ہ "کا تلفظ صرف ایک جھٹکے سے ادا ہو گا اور بس۔ (جاری ہے)

حضرت حُرّ نینوا کے آزاد مرد

"حُرّ بن یزید ریاحی"، کوفہ کے عمائدین میں شمار ہوتے تھے اور اپنی قوم میں بہت صاحب عزت و احترام تھے۔ ابن زیاد نے انہیں ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر کی سرکردگی میں امام حسین علیہ السلام کے مقابلے کے لئے روانہ کیا تھا۔ حُرّ کوفہ میں ابن زیاد کے قصر سے باہر نکلے، توانہیں پیچھے سے ایک صدا سنائی دی کہ "اے حُرّ! تجھے جنت کی بشارت ہو"؛ انھوں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہیں آیا تو دل ہی دل میں کہنے لگا: خدا کی قسم! یہ بشارت نہیں ہے جبکہ میں امام حسین (ع) کے خلاف لڑنے پر مأمور ہوں۔ یہ بات ان کے ذہن میں مسلسل دہرائی جارہی تھی اور جب امام حسین (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ (ع) کے حضور ماجرا کہہ سنایا اور امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: تم نے حقیقتاً پاداش اور نیکی حاصل کرلی ہے؟ (مثیر الاحزان، ص60)

ہدایت کا لمحہ:

جب حُرّ نے یزیدی لشکر کے سالار عمر بن سعد بن ابی وقاص سے پوچھا کہ: کیا تم لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ عمر سعد نے کہا ہاں خدا کی قسم! میں ان سے ایسی لڑائی لڑوں گا جس میں کم از کم سر قلم ہو جائیں اور ہاتھ منقطع ہو جائیں۔ حُرّ نے کہا: تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ عمر سعد نے جواب دیا کہ: اگر میرے اختیار میں ہوتا تو بے شک ان کے ساتھ جنگ سے ہاتھ کھینچ لیتا لیکن تمہارا امیر (ابن زیاد) منع کررہا ہے۔

حُرّ نے ابن سعد کو اسکے حال پر چھوڑا اور اپنے گھوڑے کو پانی پلانے کے بہانے عمر سعد کے لشکر سے دور ہوگئے اور امام حسین (ع) کے خیام کے قریب پہنچے تو یزیدی لشکر کے ایک بدبخت "مہاجر بن اوس" نے پوچھا: کیا تم امام حسین (ع) پر حملہ کرنا چاہتے ہو؟ حُرّ خاموش رہ گئے جبکہ ان کا بدن کانپ رہا تھا۔ مہاجر بن اوس کو حُرّ کی یہ حالت دیکھ کر شک پڑ گیا تھا چنانچہ اس نے حُرّ سے مخاطب ہو کر کہا اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ کوفہ کا شجاع ترین مرد کون تھا تو میں تمہارا نام لیتا، یہ کیا حالت ہے جو تم نے بنا رکھی ہے؟ حُرّ نے جواب دیا بے شک میں اپنے آپ کو جنت اور دوزخ کے درمیان حیرت زدہ دیکھ رہا ہوں لیکن خدا کی قسم! اگر مجھے آگ میں ڈال کر جلا دیں میں پھر بھی جنت ہی کا انتخاب کروں گا۔ پس انھوں نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ رسید کیا اور خیام امام حسین (ع) کی طرف چل دیئے۔

دیدار امام کا لمحہ:

حُرّ نے اس سے پہلے آل رسول (ص) کے ساتھ اچھا سلوک روا نہیں رکھا تھا اور انہیں بے آب و گیاہ صحرا میں اترنے پر مجبور کیا تھا چنانچہ خیام حسینی کی طرف جاتے ہوئے انھوں نے شرم کے مارے سر جھکایا ہوا تھا اور

جب امام حسین (ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا: "میں آپ پر فربان ہو جاؤں اے فرزندِ رسولِ خدا (ص)! میں وہی شخص ہوں جس نے آپ کو آپ کے وطن کی جانب لوٹنے سے روک لیا تھا اور آپ کے ساتھ ساتھ یہاں تک آیا تاکہ آپ مجبور ہو کر اس سرزمین پر رک جائیں۔ میرا گماں نہیں تھا کہ یہ لوگ آپ کی تجویز مسترد کریں گے اور آپ کو اس انجام سے دوچار کردیں۔ خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچے گا تو میں ہرگز اس عمل کا ارتکاب نہ کرتا۔ اب میں اپنے کئے سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں؛ کیا میری توبہ قابل قبول ہے؟"۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "ہاں! خدا تمہاری توبہ قبول کرے گا، اب گھوڑے سے اترو"۔ کہا میرے لئے گھوڑے پر سوار رہنا اترنے سے بہتر ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ گھوڑے پر سوار رہ کر آپ کے دشمنوں کے خلاف لڑوں حتی کہ آپ کی راہ میں مارا جاؤں"۔ (ابصارالعین، ص205.) اس کے بعد یزیدی لشکر کے روبرو کھڑے ہوگئے اور کہا: اے اہل کوفہ! تمہاری مائیں تم پر سوگوار ہوں، تم نے خدا کے اس صالح بندے کو بلایا اور جب وہ تمہاری طرف آئے تو تم نے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا؟ تم تو کہہ رہے تھے کہ "ہم آپ کی راہ میں آپ کے دشمنوں سے لڑیں گے"، اور اب ان کے مدمقابل کھڑے ہو اور ان کو قتل کرنا چاہتے ہو؟.....

قریب تھا کہ حُرّ کا کلام عمر سعد کے سپاہیوں کے ایک گروہ پر اثر کردے اور انہیں امام حسین (ع) کے خلاف لڑنے سے پھیر دے لیکن اسی اثناء میں عمر سعد کی فوج کی طرف سے انہیں تیروں کا نشانہ بنایا گیا، حُرّ امام (ع) کی خدمت میں واپس لوٹے اور تھوڑی دیر بعد دوبارہ میدان کارزار میں اترے۔ (ارشاد مفید، ج2، ص103.)

حریت کا عروج

حُرّ بن یزید زہیر بن قین کے ہمراہ میدان جنگ میں دشمن کے خلاف لڑ رہے تھے اور جب ان میں سے ایک دشمن کے گھیرے میں آتا دوسرا اس کی مدد کو آتا اور اس کو محاصرے سے خارج کرتی کہ لشکر یزید کے چالیس سے زائد اشقیاء کو فی النار کیا اور اسی اثناء میں عمر سعد کے لشکر نے یکبارگی ان پر حملہ کیا اور انہیں شہید کردیا۔ (تاریخ الامم و الملوک، ج5، ص437- 440)

امام علیہ السلام نے فرمایا: حُرّ کی شہادت انبیاء اور خاندان انبیاء کی شہادت کی مانند ہے۔ (بحارالانوار، ج10، ص117) امام (ع) نے حُرّ پر ایک نظر ڈال دی جو ابھی زندہ تھے، اور بیٹھ کر ان کے چہرے سے خون پونچھ کر فرمایا: تم حُرّ (آزاد جوانمرد) ہو جس طرح کہ ماں نے تم کو حُرّ کا نام دیا ہے اور تم دنیا اور آخرت میں حُرّ ہو۔ (مقتل الحسین مقرم، ص303)

واضح رہے کہ قطبِ عالم امکان حضرت ولی عصر (عج) نے زیارت ناحیہ مقدسہ میں حر پر سلام و درود بھیجا ہے۔ (اقبال الاعمال، ج3، ص78 و344)

قمر بنی ہاشم حضرت ابوالفضل العباس علیہ السلام

ولادت باسعادت

۳ شعبان المعظم ۲۶ ہجری قمری مدینہ منورہ میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔امیر المؤمنین (علیہ السلام) آپ سے انتہائی محبت کرتے تھے، اپنی گود میں بٹھاتے تھے اور آستینوں کو الٹ کر بازو پر بوسہ دیتے تھے اور آنسو بہاتے تھے ایک دن ام البنین مادر گرامی حضرت عباس (علیہ السلام) اس ماجرا کو دیکھ رہی تھیں، انہوں نے گریہ کرنے کی وجہ دریافت کی تو امیر المؤمنین (علیہ السلام) نے فرمایا" یہ ہاتھ حسین (علیہ السلام) کی مدد اور نصرت میں کاٹے جائیں گے میں اس دن کو یاد کرکے رو رہا ہوں"۔

تربیت

وہی گھرانہ جس میں جوانان جنت کے سرداروں نے تربیت پائی اسی میں حضرت عباس (علیہ السلام) کی بھی تربیت ہوئی اور شروع سے ہی عترت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے درس انسانیت، شہامت، اخلاق، صداقت اور فداکاری سیکھا۔آپ کی ذاتی استعداد اور خاندانی تربیت اس چیز کا باعث بنی کہ جسمانی رشد کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور معنوی کمالات بھی حاصل کیے جناب عباس (علیہ السلام) نہ صرف قد و قامت میں ممتاز اور منفرد تھے بلکہ خردمندی، دانائی اور انسانی کمالات میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

ازدواجی زندگی

حضرت عباس علیہ السلام نے اٹھارہ سال کی عمر میں امام حسن علیہ السلام کی امامت کے ابتدائی دور میں عبداللہ بن عباس کی بیٹی حضرت لبابہ کے ساتھ شادی کی۔ عبداللہ بن عباس راوی حدیث، مفسر قرآن، اور امام علی (علیہ السلام) کے بہترین شاگرد تھے۔ حضرت عباس (علیہ السلام) کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے حضرت عبید اللہ اور حضرت فضل جو بعد میں بزرگ علماء اور فضلا میں سے شمار ہوئے۔

شجاعت

آپ (علیہ السلام) نے اپنی گرانقدر زندگی کے چودہ سال امیر المؤمنین (علیہ السلام) کے ساتھ گزارے اس کے علاوہ آپ (علیہ السلام) کے ننہال (قبیلہ بنی کلاب) جو شجاعت، بہادری اور شمشیر زنی میں معروف تھے آپ کی شجاعت ان دو خاندانوں کی تاثیر تھی گویا عباس (علیہ السلام) شجاعت کے دو سمندروں کا آپس میں ملنے کا نام ہے۔

حضرت عباس (علیہ السلام) کربلا میں

کربلا میں امام حسین (علیہ السلام) نے حضرت عباس (علیہ السلام) کو اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا، خیام حسینی (علیہ السلام) کی حفاظت و نگہبانی آپ کے ذمہ تھی۔ عصر تاسوعا (نو محرم) جب لشکر عمر ابن سعد نے خیام حسینی (علیہ السلام) کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی تو امام حسین (علیہ السلام) نے جناب عباس (علیہ السلام) کو دشمن کی طرف بھیجا تاکہ معلوم کر سکیں کہ دشمن کا کیا ارادہ ہے؟ جب چند ساتھیوں کے ساتھ حضرت عباس (علیہ السلام) قوم اشقیاء کے پاس جاتے ہیں اور وہ جنگ کے آغاز کا اعلان کرتے ہیں تو جناب عباس (علیہ السلام) وہاں پر جوابی کاروائی کرنے کے بجائے یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ میں اپنے مولا کو آگاہ کرتا ہوں اور حکم لیتا ہوں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جناب عباس (علیہ السلام) مطیع امام تھے اور ان کے اشارے کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتے تھے اور جب آ کر امام حسین (علیہ السلام) کو دشمن کے ارادے سے آگاہ کرتے ہیں تو امام فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی تجھ پر میری جان قربان ہو جائے تو جانتا ہے کہ مجھے عبادت خدا سے عشق ہے جاؤ دشمن سے کہو کہ ہمیں آج کی رات مہلت دے دے۔

شہادت

عاشور کے دن بنی ہاشم اور اصحاب کے شہید ہو جانے کے بعد حضرت عباس (علیہ السلام) نے امام علیہ السلام سے جنگ کی اجازت طلب کی تو امام علیہ السلام نے فرمایا عباس تم میری فوج کے سپہ سالار ہو الغرض امام (علیہ السلام) نے کہا عباس اگر جاتے ہی ہو تو جانے سے پہلے ایک دفعہ بچوں کے لیے پانی لاؤ حضرت عباس علیہ السلام نے ہمیشہ کی طرح اطاعت کرتے ہوئے مشکیزہ اٹھایا اور ہلکے سے اسلحہ کے ساتھ دریائے فرات کی طرف چل پڑے جب علی (علیہ السلام) کے اس شیر دل بیٹے نے میدان کی طرف رخ کیا تو فوج اشقیاء بھیڑوں کی طرح بھاگ رہی تھی۔ دریا میں داخل ہو گئے اور مشکیزے کو پانی سے بھرنے کے بعد پانی کو چلو میں لیا اور پھینک دیا یہ حضرت عباس علیہ السلام کی وفا کی معراج ہے کہ انہوں نے امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کی پیاس کی یاد میں خود بھی پانی نہ پیا۔ واپسی کا ارادہ تھا عمر ابن سعد نے اعلان کیا کہ ساری فوج کو جمع کر کے عباس پر حملہ کرو کہیں پانی خیام حسینی تک نہ پہنچ جائے، چاروں طرف سے لشکر یزید نے حضرت عباس علیہ السلام پر حملہ کیا آپ کی یہی کوشش تھی کہ پانی کا مشکیزہ محفوظ رہے اور پانی خیام حسینی تک پہنچ جائے پانی کو بچانے کیلئے اپنے جسم کو ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے تھے دشمن نے آپ کے دونوں بازو قلم کر دیے اور یوں یہ مطیع امام علیہ السلام اور سقائے اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادت کے رفیع درجے پر فائز ہو گیا۔

واجبات نماز

گزشتہ شماروں میں نیت ، تکبیرہ الاحرام ، قرائت ، قیام ، رکوع اور سجدہ کے بارے میں سوالات کے جوابات دیے گے ہیں اب باقی واجبات نماز کے بارے میں سوالات کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

تشہد

ہر نماز کی دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ کے بعد اور نماز مغرب اور نماز ظھر و عصر و عشاء کی آخری رکعت میں تشھد کا پڑھنا واجب ہے۔

سوال: تشہد میں کیا پڑھیں؟

جواب: اطمینان سے دوزانو بیٹھ کر صحیح صورت میں یہ پڑھیں۔"اَشْھَدُ اَنْ لاّ اِلٰہَ اِلاّ اللّٰہُ وَحْدَہ لاَ شَرِیْکَ لَہ وَاَشْھدُ اَنّ مُحَمّدًا عَبْدُہ وَ رَسُوْلُہ اَللّٰھُمّ صَلّ عَلیٰ مُحَمّدٍ وّ آلِ مُحَمّدٍ"

سلام

ہر نماز کی آخری رکعت میں تشھد کے بعد اطمینان سے بیٹھ کر سلام کا پڑھنا واجب ہے۔سلام یہ ہے:اَلسّلاَمُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنّبیُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ * اَلسّلاَمُ عَلَیْنَا وَعَلیٰ عِبَادِ اللّٰہِ الصّالِحِیْنَ * اَلسّلاَمُ عَلَیْکَم وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ"

قنوت

سوال: قنوت کا کیا حکم ہے؟

جواب: قنوت نماز پنجگانہ اور دوسری نمازوں میں ایک مرتبہ مستحب ہے، سوائے نماز شفع کے۔ نماز میں دوسری رکعت میں دونوں سوروں کے بعد اور رکوع سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر قنوت پڑھا جاتا ہے۔

سوال: کیا کوئی ایسا ذکر معین ہے کہ جس کو ہم قنوت میں پڑھیں؟

جواب: نھیں، ہم قنوت میں قرآن کی آیتیں پڑھ سکتے ھیں کہ جن میں خداوند عالم دعا کی گئی ہو اور اپنے رب سے مناجات اور جو بھی دعا چاہو کرو۔

عزاداری کے آداب

1- سیاہ پوشی :

فقہ کے مطابق سیاہ لباس پہننا مکروہ ہے لیکن امام حسین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی عزاداری میں اس لباس کو مستثنی قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اقدام حزن واندوہ اور غم والم کی نشانی ہے اور شعائر اور عظیم کارناموں کی علامت ہے۔

2- مؤمنین کا ایک دوسرے سے تعزیت کرنا:

اصولی طور پر کسی پر وارد ہونے والی مصیبت کے وقت تعزیت کہنا اسلام میں مستحب ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص مصیب زدہ انسان کو تعزیت کہہ دے تو اس کا اجر وثواب اس مصیبت زدہ انسان کے برابر ہوگا۔ (سفینۃ البحار، ج2، ص188) امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا: جب شیعہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں ابا عبداللہ الحسین علیہ السلام کی مصیبت میں یہ جملہ دہراتے ہیں: "**اَعظَمَ اللهُ اُجُورَنا بمُصابنا بالحُسَین (علیه السلام) وَ جَعَلنا وَ اِیاکُم مِنَ الطالبینَ بثاره مع وَلیهِ الاِمام المَهدی مِن ال مُحَمَدٍ علیهمُ السَلامُ**"۔ خداوند متعال امام حسین (ع) کی سوگواری اور عزاداری کی برکت سے ہمارے اجر میں اضافہ فرمائے اور ہم اور آپ کو امام مہدی آل محمد علیہم السلام کے ہمراہ امام حسین (ع) کے خونخواہوں میں سے قرار دے۔ (مستدرک الوسایل، ج2، ص216)

3- عاشورا کے دن کام کاج بند:

امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا: جو شخص عاشورا کے روز کام کاج کو تعطیل کردے یعنی کام اور کمائی کے لئے اقدام نہ کرے اور بنی امیہ کی ناک رگڑنے کے لئے۔ جو عاشورا کو متبرک سمجھتے تھے۔ اگر کوئی اپنی روزانہ معیشت کے لئے بھی کوشش نہ کرے خداوند متعال اس کے دنیاوی اور اخروی حوائج برآوردہ فرمائے گا اور روز عاشور جس کی مصیبت والم وعزا کا دن ہوگا قیامت کے روز۔ جو سب کے لئے ہول وہراس کا دن ہے۔ اس کے لئے سرور و شادمانی کا دن ہوگا۔ (امالی شیخ صدوق، ص129)

4- عزاداری کی مجالس بپا کرنا:

امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں: آپ کی طرف سے بپا کی ہوئی مجالس کو میں دوست رکھتا ہوں اور ان سے محبت کرتا ہوں۔ اپنی مجالس میں ہمارے امر کو زندہ رکھو۔ خدا رحمت نازل فرمائے اس پر جو ہمارے امر کا

احیاء کرے۔ (وسایل الشیعہ، ج10، ص235)۔

5 ــ ظہر عاشورا نماز جماعت:

سید الشہداء علیہ السلام اور آپ (ع) کے باوفا اصحاب سب کے سب نماز کی راہ میں شہید ہوئے۔ اسی بناپر ہم امام حسین علیہ السلام کی "زیارت مطلقہ" میں امام (ع) کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: **اشهد انک قد اقمت الصلاة و اتیت الزکاة و امرت بالمعروف و نهیت عن المنکر**۔ (1تا7 ــ سوگنامہ عاشورا، ص80- 67) "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی اور بھلائیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے منع کیا۔

6-آرام و سکون اور لذتوں ترک کرنا:

ضروری ہے کہ زندگی کی لذتیں-جو کھانے، پینے، نیز سونے اور بولنے-سے حاصل ہوتی ہیں ترک کی جائیں۔ (مگر یہ کہ ان کی ضرورت ہو)؛ نیز دینی برادران سے ملاقات تک ترک کی جائے اور اس روز کو گریہ وبکاء اور غم واندوہ کا روز قرار دیا جائے اور [عزاداران] اس شخص کی طرح ہوں جو اپنے والد یا بھائی کھو گیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس روز (عاشورا کو) لذت بخش امور سے اجتناب کیا جائے اور سوگواری کے آداب و مراسمات بجالائے جائیں اور سورج کے زوال تک کھانے پینے سے پرہیز کیا جائے اور پھر اسی غذا میں سے کھایا جائے جو سوگوار افراد کھایا کرتے ہیں۔ (میزان الحکمہ، ج8، ص3783)

7-اخلاص کو بطور خاص یاد رکھیں:

ہمیں عزاداری کو عادت اور رسم کی طور عزاداری نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس عمل کو خالص نیت اور اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے انجام دینا چاہئے اور اپنے خلوص میں بھی ہمیں صادق و راست باز ہونا چاہئے۔ اعمال کی انجام دہی میں بھی خیال رہے کہ کہیں ریاء اور لوگوں کی تعریف و تمجید کی خواہش و تمنا ہماری نیت میں رسوخ نہ کرلے۔

سید الشہداء کے لئے گریہ وبکاء کے آثار وبرکات

سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے لئے گریہ کے اہم آثار وبرکات ہیں جن میں سے بعض کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے:

1- تحریک حسینی کے رموز کا تحفظ

حضرت امام حسین علیہ السلام کی مجالس عزاداری اور آپ (ع) کے لئے گریہ تحریک حسینی کے رموز کا تحفظ ہے۔ مجالس عزا، تربیت گاہیں ہیں جو بہترین روش اور خوبصورت ترین اسلوب سے لوگوں کو دین کی طرف بلاتی ہیں اور انسانی جذبات و عواطف کو آمادہ کرتی ہیں اور بے خبروں کو غفلت کی گہری نیند سے بیدار کرتی ہیں۔

2-امام حسین کی محبت اور ان کے دشمن سے نفرت میں اضافہ

جو سوز و گداز سید الشہداء علیہ السلام کے عاشقوں کے جلے دلوں سے ان کی آنکھوں کے راستے اشکوں کی صورت میں ان کے صفحۂ رخسار پر ثبت ہوتا ہے وہ در حقیقت خاندان رسالت سے دلبستگی، اخلاص اور محبت کا اظہار ہے اور دوسری جانب یہی عمل خاندان رسالت کے دشمنوں اور ان کے قاتلوں سے نفرت و بیزاری میں اضافے کے اسباب بھی فراہم کرتا ہے۔

3- حقیقت دین کی شناخت اور اور اس کی ترویج

سید الشہداء (ع) کی مجالس عزاداری کے آثار وبرکات میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ ان مجالس اور مراسمات کے سائے میں حقیقت اسلام سے آشنائی پیدا کرتے ہیں اور ان مراسمات اور مجالس میں ہونے والی وسیع تبلیغات کی وجہ سے عوام کی آگاہیوں میں اضافہ ہوتا ہے

4-گناہوں کی مغفرت امام رضا علیہ السلام نے ریان بن شبیب سے مخاطب ہو کر فرمایا: "جب تم امام حسین علیہ السلام کے لئے روتے ہو اور تمہارے آنسو تمہارے رخساروں پر جاری ہوتے ہیں خداوند متعال تمہارے تمام گناہ بخش دے گا چاہے وہ کبیرہ ہوں چاہے صغیرہ ہوں چاہے کم ہوں چاہے زیادہ ہوں۔ (3) بشرطیکہ مقصد امام حسین (ع) کو مد نظر رکھے۔

5-جنت میں سکونت

امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام نے فرمایا: "جو صاحب ایمان امام حسین (ع) کے سوگ میں آنسو بہائے اور آنسو اس کے چہرے پر جاری ہو جائیں خداوند متعال اس کو طویل عرصے تک جنت کے غُرفوں (کمروں) میں بسا دے گا۔ (جلاء العیون, علامہء مجلسی, ص 462۔)

6-شفایابی

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی مجالس عزاداری کے آثار و برکات میں سے ایک، شفا اور تندرستی و صحت ہے۔ بزرگ شیعہ مرجع تقلید آیت اللہ العظمی سید حسین بروجردی رضوان اللہ تعالی علیہ کی آنکھیں نوے سال کی عمر میں بھی صحیح و سالم تھیں اور عینک کے بغیر چھوٹے چھوٹے حروف کو بھی پڑھ لیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: میں اس نعمت کے حوالے سے حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کا مرہون منت ہوں اور اپنے شفایابی کی حکایت یوں بیان کیا کرتے تھے: میں بروجرد میں تھا اور آنکھوں کے شدید درد میں مبتلا ہو چکا تھا اور آشوب چشم نے مجھے فکر مند کر دیا تھا۔ ڈاکٹروں کے علاج سے افاقہ نہ ہو سکا تھا اور درد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔ محرم کے ایام کی آمد پر میرے گھر میں عزاداری کی مجالس کا انعقاد ہوا کرتا تھا اور عزاداروں کے دستے ان مجالس میں شرکت کیا کرتے تھے۔

روز عاشورا مجتہد کے گھر میں داخل ہونے والے دستوں میں ایک دستہ "گلگیروں کا دستہ" تھا۔ یہ دستہ سادات، اہل علم اور محترم افراد پر مشتمل تھا۔ سر اور سینے پر مٹی ڈالتے ہیں اور بہت رقت بار اور جذباتی انداز اور سوز و گداز کے ساتھ ظہر عاشورا تک عزاداری کیا کرتے تھے۔ اس روز جب یہ دستہ میرے گھر میں داخل ہوا تو مجلس کی صورت حال بدل گئی، حاضرین پورے جوش و خروش اور جذبے کے ساتھ عزاداری کر رہے تھے اور میں بھی ایک گوشے میں بیٹھا آہستہ آہستہ آنسو بہا رہا تھا اور اسی اثناء میں اسی دستے کے ایک عزادار کے پیر پر لگی تھوڑی سی خاک لے کر میں نے اپنی بیمار آنکھوں پر مل لی اور امام حسین علیہ السلام سے توسل کیا چنانچہ میری آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہوئیں اور میں صحتیاب ہو گیا۔ اور اس روز سے آج تک نہ صرف میں آنکھوں کے درد میں مبتلا نہیں ہوا بلکہ مکمل بینائی اور بصارت کی نعمت سے بہرہ مند ہوں اور امام حسین علیہ السلام کی برکت سے مجھے عینک کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.